سے ایم۔ کیو۔ ایم نے لسانی بنیادوں پر انسانوں کو تقسیم کر کے تشدد پیدا کیا۔ تشدد کے جواب میں تشدد کو فروغ ملا اور خونِ مسلم سے لیاری اور ملیر ندیاں سرخ ہو گئیں۔

درندگی

معصوم بچوں کے ساتھ حیا سوز درندگی کے پے در پے واقعات اس اخلاق باختگی کا اثر ہیں جسے میڈیا اور خاص طور پر الیکٹرانک میڈیا نے جنم دیا ہے ہم اپنی آواز ٹی۔ وی چینلز کی پالیسی کے خلاف ہمیشہ ہی بلند کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہاں کون سنتا ہے۔ برسرِ اقتدار طبقہ جو بھی ہے، اس کے نزدیک عریانی اب کوئی جرم ہی نہیں رہی ہے۔ لہٰذا وہ اپنے تلذذِ چشم کی خاطر اپنی آنکھیں بند رکھتا ہے۔ رہے ہم جیسے لوگ جو شاکی ہیں، ان کے ہاتھ میں زبان اور قلم کے سوا کچھ نہیں۔ جن کے ہاتھ میں اسے روکنے کی طاقت ہے، وہ خود اس کے مرتکب ہیں۔ سوا سے کون روکے؟ بچیوں کے والدین۔ دہائی تو دیتے ہیں کہ انسان نما درندے، بھیڑ کے بھیس میں بھیڑئے اور سوسائٹی کے چور اچکے کیفِ کردار کو پہنچیں مگر ایسا کوئی ملزم کبھی گرفت میں نہیں آتا اور اگر آتا ہے تو ناقص پراسیکیوشن کی وجہ سے چھوٹ جاتا اور انہیں بدنصیب والدین کی آنکھوں کے سامنے دندناتا پھرتا ہے جن کے بچے ان کی درندگی کا شکار ہوتے ہیں۔

میاں شہباز شریف والدین کی دل جوئی کیلئے خود حاضر ہوتے ہیں۔ امدادی چیک دینے اور معاملہ پھر دب جاتا ہے۔ اسی طرح ہوتا رہتا ہے اور گلستانِ وطن کی کلیاں صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ انسانی و نسوانی حقوق کے نام نہاد علم بردار تنظیمیں اس کا جواب دیں۔ وہ صرف انسانی حقوق کی اس تعبیر و تشریح کی پرچارک ہیں جو امریکہ اور یورپ کرتا ہے اور انہی حقوق کی آبیاری، اسلام کے قانون و حیاداری اور پردہ داری کا پردہ چاک کرتی ہے۔ وہ کیوں نہیں اٹھیں اور ان بچیوں کے مقدمات کی پیروی نہیں کرتیں جو جنسی درندگی کا شکار ہوتی ہیں؟ شاید جنسی درندگی ان کے منشور کا حصہ نہیں ہے۔ یہ شاخسانہ اسلام کے قوانین عفت و عصمت کی خلاف ورزی کا ہے۔ ہمارے پاس ایک مشورہ ہے جو ہم سب والدین کو دیں گے کہ کسی بھی سطح پر بچیوں کو گھر کی دہلیز پار نہ کرنے دیں اور بس۔ پھر ان کی مائیں خود بھی پردہ کریں اور بچیوں کو بھی اسی راہ پر چلائیں۔ گھروں سے ٹی۔ وی اٹھوائیں۔ کیا لڑکوں اور کیا لڑکیوں سے موبائل فون چھین لیں ان کی اسلامی تعلیم کا اہتمام کریں۔ مرد و زن کی مخلوط محافل اور تقاریب سے اجتناب کریں۔ ریاست و عدالت ایسے مجرموں کا بھرپور

تعاقب کرے اور انہیں ان کے کیئے کا مزہ چکھائے بغیر نہ چھوڑے۔ ہم سب کو یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری سلامتی، ترقی، کامیابی اور خوشحالی کا راز اسلام کی پیروی میں ہے۔ اس کو حرزِ جاں بنایئے۔ اس پر لفظاً و معناً عمل کریں۔ فوری طور پر کم از کم اتنا ضرور کریں گھروں سے ٹی۔وی کو نکال دیں اور بچوں سے موبائل چھین لیں۔

گرانی کا عفریت

دریائے گرانی کی طغیانی اتنی منہ زور ہوگئی ہے کہ غربا اور متوسط الحال شرفا کی کشتی حیات، ہچکولے کھا رہی ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ اب ڈوبی کہ ڈوبی۔ غربت اور بے روزگاری کے باعث ان دونوں طبقات آبادی میں خودکشی کا رجحان بڑھ رہا ہے لوگ جانتے ہیں خودکشی حرام ہے مگر مہنگائی نے جینا حرام کر دیا ہے تو حرام موت کو کون دیکھے گو کہ یہ کم ہمتی ہے۔ ہم سب سے پہلے تو اپنے مسلمان بھائیوں اور بہنوں سے یہ التجا کریں گے کہ یہ راہ نہ اپنائیں بلکہ صبر واستقامت سے اپنے حالات زندگی بہتر بنانے کا جہاد جاری رکھیں۔

رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حالتِ زار سے پوری طرح باخبر ہیں۔ اگر وہ اپنے اخراجات پر نظرثانی کریں تو کئی اخراجات، اسراف کے خانے میں نظر آئیں گے۔ بجلی اور گیس کے بل مسلسل بڑھ رہے ہیں۔ بجلی کا استعمال کم کریں۔ خاص طور پر استری کا استعمال بہت کم کر دیں کیونکہ اس میں بجلی بہت زیادہ خرچ ہوتی ہے۔ یہ استعمال یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ لوگ جرابیں بھی استری کر کے پہنتے ہیں۔ ہماری کوئی بھی حکومت، عوام دوست نہیں ہوتی بلکہ ان کی ہر پالیسی عوام دشمن ہوتی ہے۔ حکومت اشیائے ضرور یہ کی سب سے بڑی صارف ہوتی اور اسراف، شاہانہ ٹھاٹھ اور جاہ وحشم کا چسکا خزانے کو برباد کر کے رکھ دیتا۔ وزرا، جب ایوانِ اقتدار میں آتے ہیں تو دنوں میں ان پر چربی چڑھ جاتی ہے۔ یہ چربی عوام کا خون پی کر بنتی ہے۔ جناب ممتاز بھٹو کا فرمان حقائق سے اغماض اور جماعتی سیاست کی بدترین مثال ہے کہ موجودہ گرانی پی پی پی کی گورنمنٹ کا ترکہ و ورثہ ہے۔ کیا ممتاز صاحب بتائیں گے پی پی پی کے جانے کے بعد موجودہ حکومت نے پٹرول، ڈیزل اور مٹی کے تیل میں کتنی بار اضافہ کیا ہے۔ یہ اضافہ اتنا بے تحاشا اور بے جا ہے کہ سپریم کورٹ از خود نوٹس لینے پر مجبور ہوگئی ہے اور وہی خواجہ آصف جو پچھلے دور میں ہر اضافے پر پی پی پی کے لتے لیتے تھے، بڑی شانِ بے نیازی سے اپنے بلا جواز اضافے کو جائز قرار دے رہے ہیں ہمارے خیال میں ہر حکومت کی بے تدبیری ہی سے خزانہ خالی ہوتا اور عوام پر مہنگائی کا کوڑا برستا ہے۔

جہاں بے درد حاکم ہو وہاں فریاد کیا کرنا

سادگی، عیاری۔ مجبوری

ہمیں اپنی سادگی اور کراڑوں کی عیاری کا کل حال معلوم ہے۔ مگر ہم اسے اپنی مجبوری کہتے ہیں۔ میاں صاحب اور منموہن سنگھ جی کے درمیان ملاقات کیا ہوگئی، گویا کشمیر کا تصفیہ ہوگیا۔ پاکستانی میڈیا کہیں قابو میں نہیں آرہا اور بڑے بڑے صحافتی جغادری لنگر لنگوٹ کس کر میدانِ تبصرہ میں ڈنر پیل رہے ہیں اور وہ مارا، وہ مارا، کے نعرے اور بے کارے بلند کر رہے ہیں۔ دوسری طرف کئی تنظیمیں، پنڈال سجائے اپنی چندہ خوری کو حلال ثابت کرنے کیلئے ہلکان ہو رہی ہیں اور انڈیا کو للکار رہی ہیں کہ گویا یہ بھکاری بھارتی فوج کا تیا پانچا کر دیں گے۔ مسٹر بھٹو اور آنجہانی سورن سنگھ کے درمیان کوئی دو سال تک کشمیر پر مذاکرات ہوتے رہے۔ اٹھارہ دور ہوئے مگر ڈھاک کے وہی تین پات۔ بنیا بڑا عیار ہے۔ وہ دوسرے چوتھے سال کوئی ایسی ادا دکھا دیتا ہے جس پر پاکستانی حکمران، عوام اور صحافی قربان ہو جاتے ہیں اور پاکستان میں انڈین لابی کی باچھیں کھل جاتی ہیں مگر کراڑ گانٹھ کا بڑا پکا ہے وہ ہمارے چودھری شجاعت جی، جیسے بلند مرتبہ جاٹ سیاستدان کو اجمیر میں روک کر ان کی تذلیل کر دیتا ہے۔ یہ تو ہمارے بڑوں کے سواگت کا انداز ہے، رہے چھوٹے تو ہمارے بھانڈوں، کلالوں اور راحت خانوں کے تن کے کپڑے نہیں اتروا تا، باقی سب کچھ چھین لیتا ہے۔ یہ بنیا ذہنیت ہے۔

ہم علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتے ہیں کہ مذاکرات کے ذریعے یہ مسئلہ حل ہوا ہے نہ ہوگا۔ یہ تاریخ کے مطالعہ کا حاصل ہے۔ ہم کشمیر پر تین جنگیں لڑ چکے ہیں مگر جذبات کو الگ رکھ کر دیکھیں تو تینوں ہی جنگوں میں اپنا ہدف حاصل نہیں کر سکے۔ زرداری گورنمنٹ اس حد تک گر گئی کہ انڈیا کی دیرینہ حسرت پوری کر دی اور کشمیر کا مسئلہ بالائے طاق رکھ کر اس سے تجارت بحال کر دی۔ پھر ستم یہ ڈھایا کہ اسے واہگہ کے راستے افغانستان تک رسائی دے دی جو پاکستانی عوام کے جذبات کا خون کر دینے کے مترادف ہے۔ مگر بھارتی جنتا اور نیتا ول کی ٹیون (Tune) نہ بدلی اور وہ بدستور "کشمیر ہمارا اٹوٹ انگ ہے" کی رٹ لگا رہے ہیں۔ ایک خام خیالی، ہمارے ہاں یہ پائی جاتی ہے کہ اگر امریکہ بھارت پر دباؤ ڈالے تو مسئلہ کشمیر حل ہو سکتا ہے۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ بھارت کی معیشت امریکی امداد پر نہیں کھڑی۔ امریکی دباؤ ہم پر اثر رکھتا ہے جن کی معیشت تباہ حال اور امریکی امداد کی محتاج ہے۔ فرق دیکھیں اس نے مقبول بٹ، اجمل قصاب اور افضل گورو کو تختہ دار پر لٹکا دیا مگر ہم نے کشمیر سنگھ کو چھوڑ